روزنامہ الفضل ربوہ

فون: ۴۴۹

ایڈیٹر: نسیم سیفی

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۴/۳۹ | جمعرات ۷ محرم ۱۴۱۰ھ ، ۱۰ ظہور ۱۳۶۸ ہش ، ۱۰ اگست ۱۹۸۹ء | نمبر ۱۸۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

" حدیث میں ہے کہ تم سب مُردہ ہو مگر جسے خدا زندہ کرے ۔ تم سب بھوکے ہو مگر جسے خدا کھلاوے ۔ الخ ۔ ایک طبیب کے پاس اگر انسان اوّل ہی صاف ستھرا اور مرض سے اچھا ہو کر آوے تو اس نے طبابت کیا کرنی ہے اور پھر خدا تعالیٰ کی غفوریت کیسے کام کرے ۔ بندوں نے گناہ کرتے ہی ہیں تو اُس نے بخشنے ہی ہیں ۔ ہاں ایک بات ضرور ہے کہ وہ گناہ نہ کریں جس میں سرکشی ہو ورنہ دوسرے گناہ جو انسان سے سرزد ہوتے ہیں ۔ اگر اُن سے بار بار خدا سے بذریعہ دُعا تزکیہ چاہے گا تو اُسے قوّت ملے گی ۔ بلا قوّت اللہ تعالیٰ کے ہرگز ممکن نہیں ہے کہ اس کا تزکیۂ نفس ہو اور اگر ایسی عادت رکھے کہ جو کچھ نفس نے چاہا اس وقت کر لیا تو اسے کوئی قوّت نہیں ملے گی ۔ جب ان جوشوں کا مقابلہ کرے اور گناہ کی طاقت ہوتے ہوئے پھر گناہ نہ کرے ورنہ اگر وہ اسوقت گناہ سے باز آتا ہے جب کہ خدا تعالیٰ نے طاقتیں چھین لی ہیں تو اسے کیا ثواب ہوگا ۔ مثلاً آنکھوں میں بینائی نہ رہے تو اس وقت کہے کہ اب میں غیر عورتوں کو نہیں دیکھتا تو یہ کیا بزرگی ہوئی ۔ بزرگی تو اس میں تھی کہ پیشتر اسکے کہ خدا اپنی دی ہوئی امانتیں واپس لیتا وہ اس کے بے محل استعمال سے باز رہتا ۔

اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی معیت کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا ۔ خدا تعالیٰ کی ہی معیّت ہو تو تبدیلی ہوتی ہے اور پھر اس کی خواہشیں اور اور جگہ لگ جاتی ہیں اور خدا کی نافرمانی اسے ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے موت ۔ بالکل ایک معصوم بچہ کی طرح ہو جاتا ہے ۔ اس لئے جہاں تک ہو سکے کوشش کریں کہ دقیق در دقیق پرہیز گار ہو جاوے ۔ جب نماز میں کوئی خطرہ پیش آوے ۔ اس وقت سلسلہ دُعا کا شروع کر دے یہ مشکلات اس وقت تک ہیں کہ جب تک نمونہ قدرت الٰہی کا نہیں دیکھتا ۔ کبھی دہریہ ہو جاتا ہے کبھی کچھ ۔ بار بار ٹھوکریں کھاتا ہے ۔ جب تک خدا تعالیٰ کی معرفت نہ ہو گناہ نہیں چھوٹ سکتا ۔ دیکھو جو لوگ جاہل ہیں ۔ ڈاکہ مارتے ہیں ۔ چوریاں کرتے ہیں ۔ لیکن جن کو علم ہے کہ اس سے ذلّت ہوگی ۔ خواری ہوگی وہ ایسے کام کرتے شرماتے ہیں کیونکہ انکی عظمت میں فرق آتا ہے ۔ اس لئے ڈاکہ والوں کا یہ بھی علاج ہے کہ ان کی تعظیم کی جاوے ۔ اور ان کو بڑا آدمی بنا دیا جاوے ۔ تاکہ پھر ان کو ڈاکہ مارتے شرم آوے ۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۳۷۲-۳۷۳)

احمدیہ اخبار

احمدیت کی نئی صدی کے آغاز پر جماعت ہائے احمدیہ انگلستان کا جلسہ سالانہ ۱۱ جولائی سے اسلام آباد (لندن) میں شروع ہو رہا ہے اور ۱۳ تاریخ تک جاری رہے گا ۔ اکنافِ عالم سے ہزاروں فرزندانِ احمدیت اپنے محبوب آقا کی زیارت اور حضور کے رُوح پرور خطبات سے مستفیض ہونے اور اس تاریخی جلسہ کی برکات کے حصول کے لئے پہلے ہی لندن پہنچ چکے ہیں اور بہت سے ابھی محوِ سفر ہیں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا سفر و حضر میں حافظ و ناصر ہو ۔

• میرے والد مکرم چوہدری محمد عبد اللہ صاحب باجوہ ایڈووکیٹ بعارضہ قلب بیمار ہو گئے تھے ۔ اب طبیعت قدرے بہتر ہے ۔ اس وقت وہ کوئٹہ میں اپنے بیٹے لیفٹیننٹ کرنل ظہیر احمد صاحب باجوہ کے ہاں قیام پذیر ہیں ۔ احباب جماعت کی خدمت میں ان کی مکمل صحت یابی کے لئے درخواست دعا ہے

ریحانہ سلیم

۸۶ - جی - ماڈل ٹاؤن - لاہور

• اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے میرے بیٹے عزیزم رضوان انجم صاحب کو ۱۳ جون کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے ۔

حضور انور نے از راہِ شفقت نومولود کا نام احسان انجم تجویز فرمایا ہے ۔ جو مکرم بشیر احمد صاحب آف ہائیڈل برگ ، جرمنی کا نواسہ ہے ۔ نومولود کے خادم دین ہونے اور بابرکت لمبی عمر کے لئے احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دُعا ہے ۔

محمد رفیع تامر ـ ربوہ

• میرے بیٹے عزیزم ڈاکٹر سیّد محبوب احمد جنود ڈینٹسٹ کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ایک بیٹی کے بعد ۲۹ ، ۳۰ جون کی درمیانی شب بیٹا عطا فرمایا ہے ۔ پیارے آقا نے بچے کا نام سیّد ودود احمد تجویز فرمایا ہے نیز ودود احمد تحریکِ وقفِ نو میں شامل ہے ۔ یہ بچہ مکرم حاجی سید جنود اللہ صاحب ترکستانی کا پوتا اور مکرم سیّد بشیر احمد شاہ صاحب آف پھگلہ کا نواسہ ہے ۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بچے کو نیک خادم دین بنا کر صحت و عافیت والی لمبی زندگی عطا فرمائے ۔

مسعودہ اختر اہلیہ حاجی سیّد جنود اللہ صاحب سرگودھا

کامل ایمان اُن کا ہے ۔ جن کے اخلاق اچھے ہیں ۔

آج وقف کی رُوح پھر پوری شدّت کے ساتھ ہماری جماعت کے اندر زندہ ہونی چاہیئے { حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث }

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی ربوہ، قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۰ ظہور ۱۳۶۸ ہش ۱۰ اگست ۱۹۸۹ء

وقت کی قلت؟

ہم سب عام طور پر یہ شکایت کرتے ہیں کہ وقت کم ہے۔ یہ کام کیسے کریں اور وہ کام کیسے کریں۔ ہمارے پاس تو وقت ہی نہیں ہے۔ حتیٰ کہ اپنے دوستوں کو خط تک لکھنے میں اس لئے تاخیر کر دیتے ہیں کہ ہمارے پاس تو وقت ہی بہت کم ہے۔ شائد اسی عام شکائت — یا اس شکائت کے اظہار کو مدنظر رکھتے ہوئے نفسیات کے ماہر کہتے ہیں کہ جو سب سے کم مصروف ہے وہی بار بار کہتا ہے کہ وہ بہت مصروف ہے۔ نفسیات کے ماہرین کی یہ بات بھی درست ہے یا نہیں۔ یہ فیصلہ ہر شخص اپنے اوقات کار کو سامنے رکھ کر ہی کر سکتا ہے۔ لیکن ایک بات تو بالکل درست ہے اور وہ یہ ہے کہ حقیقی معنوں میں مصروف شخص ہی مزید مصروفیت کا بوجھ برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور وہ کام کر بھی گذرتا ہے۔ مصروف تو وہ ہے لیکن وہ جانتا ہے کہ وقت کے بھی کونے کھدرے ہوتے ہیں اور وہاں مزید باتوں کو سمیٹا جا سکتا ہے۔ ضرورت صرف اس بات کی ہوتی ہے کہ انسان کام کرنا چاہے اور کام کرنے کا اسے مزہ آتا ہو۔

ہم نے یہ بات کوئی اپنے پاس سے نہیں کہی۔ حضرت سیدنا امام جماعت ہی کی ایک بات کو ذرا سا پھیلا کر پیش کر دیا ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ جس کو وقت کی قربانی کا مزہ آجائے وہ رُوحانی میدان میں تیزی سے ترقی کرتا ہے یعنی وہ کام پر کام کرتا چلا جاتا ہے اور کہیں رُکنے کا نام نہیں لیتا۔ آپ نے جماعت کے اچھے کارکنوں کو دیکھا ہوگا کہ ایک ایک کے ذِمّہ کئی کئی کام ہیں اور اسکے باوجود جب کسی نئے کام کیلئے کسی کارکن کی ضرورت پیش آتی ہے تو پھر نظر انہیں پر اٹھتی ہے۔ اور وہ کام کو اپنے ذِمّہ لے بھی لیتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ کام تو خدا کی خاطر کرنا ہے۔ وقت بھی خدا کا ہے اور توفیق بھی اسی نے دینی ہے۔ اس لئے وہ خدا کا نام لے کر کام شروع کر دیتے ہیں۔

پس ہمارا یہ کہنا کہ وقت نہیں ہے دراصل اس بات کا نتیجہ ہوتا ہے کہ ابھی ہمیں کام کرنے کا مزہ آنا شروع نہیں ہوا، ابھی ہماری فصل کچی ہے۔ جب پکے گی تو ہمارے پاس ہر قسم کی مصروفیات کے باوجود وقت بھی وقت ہوگا اور ہم ہر کام کرنے کے لئے تیار ہونگے۔

ملے وطن کی محبّت کا جو صلہ بھی ملے
کسی کے دستِ ستم سے کھلے کہ زخم سلے
ہمارا خوُن پسینہ نکھار دے گا اسے
اسی لئے تو ہیں غیروں کو ہم سے شکوے گلے

ابوالاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدحتِ خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم

تجھ کو ازل سے ہی ملی دونوں جہاں میں برتری
تیرا ظہور جاوداں، تیرا غیاب حاضری

تیرا وجود ابتدا، تیرا وجود انتہاء
تیرا قدم تھا اوّلیں، منزل شوق آخری

تجھ سے نمودِ اوّلیں، تجھ سے بہار آخریں
تیرے شجر کی شاخ شاخ آج بھی ہے ہری بھری

تیری حکائتیں کوئی قصّۂ ماضی نہیں
آج بھی تیرا دور ہے آج بھی تیری داوری!

تیری درائیت آج بھی فکر و عمل کی روشنی
تیری روایت آج بھی عزم و یقیں کی رہبری

فقر و شہی کے مسئلے حل ہوئے تیرے نطق سے
گنگ یہاں سکندری، چُپ ہے یہاں قلندری

تیرے نقوشِ پا ہیں یا منزلِ شوق کے نشاں
سالکِ راہ کو بھی دیں گردِ رہِ پیمبری

شانِ شہی بلند ہے، فقر بھی ارجمند ہے
رُتبہ میں تو بلند تر ہے تیرے دَر کی چاکری

فکر و نظر کے شعبدے کیسا یہ گُل کھلا گئے
ہے میری سجدہ گاہ میں سجدہ دلیلِ کافری

سنّتِ ابراہیمؑ اور دینِ حنیفؑ بھی وہی
بکنے کو آ گئے یہاں کیسے بتانِ آذری

عبدالمنّان ناہید

سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کے ارشادات

سوال و جواب

۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈارون کا نظریۂ ارتقاء

ڈارون کے نظریۂ ارتقاء کے بارہ میں ایک سوال پر حضور نے فرمایا بات یہ ہے کہ ارتقاء سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ البتہ ڈاروِنزم بہت سی صورتوں میں غلط ثابت ہو چکا ہے اور ڈارون کی طرف بہت غلط باتیں منسوب ہوئی ہیں۔ اور جس طرح ایک نئی سچائی کے مخالف جھوٹ بولتے ہیں مذاق اڑاتے ہیں اور تمسخر میں نام رکھ لیتے ہیں اسی طرح بندر وغیرہ سے انسان بننا یہ سب ان لوگوں کے دماغ کی اختراع ہے۔ ڈارون نے ایک ارتقائی نظریہ پیش کیا ہے اور اس کا ارتقائی نظریہ اپنے وقت کے لحاظ سے بڑا روشن خیال تھا۔ اس نے بڑی معقول توجیہات پیش کیں۔ لیکن وقت نے ثابت کیا کہ اس کی بعض توجیہات غلط تھیں لیکن ارتقاء کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ آج تک کوئی صاحب علم ارتقاء کا انکار نہیں کر سکا۔ یہ ماننا پڑتا ہے کہ ارتقاء کے شواہد موجود ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ یہ دیکھنا ضروری ہے کہ ارتقاء GUIDED EVOLUTION تھا یا BLIND EVOLUTION تھا مذہب ارتقاء کا انکار نہیں کرتا۔ قرآن کریم میں تو ارتقاء کا بکثرت ذکر موجود ہے اور ان تمام stages کا ذکر ہے جن سے گزر کر زندگی نے ترقی کی۔ بعض ایسی stages کا بھی ذکر ہے جن کا ڈارون کے زمانہ کے بعد بہت دیر تک انسان کو علم ہی نہیں تھا۔ اب معلوم ہوا ہے کہ ہاں یہ بھی زندگی کے ارتقاء کی ایک سٹیج تھی۔ پس قرآن کریم ارتقاء کا کھلا کھلا ذکر کرتا ہے لیکن فرق صرف یہ ہے کہ قرآن اس ارتقاء کا نام GUIDED EVOLUTION رکھتا ہے یعنی ایک مقتدر ہستی نے ایک خاص سمت میں اس کو حرکت دی ہے۔ اور اگر وہ مقتدر ہستی ہر قدم پر رہنمائی نہ کرتی تو ارتقاء ممکن نہ ہوتا۔ یہ ہے ارتقاء کا مذہبی نظریہ جسے ہم مانتے ہیں

ڈاروِنزم سے اختلاف کی وجوہات

ڈاروِنزم میں جہاں ہمیں اختلاف ہے وہ صرف یہ ہے کہ ڈارون کے بعد بہت سے ارتقاء پرستوں نے یہ کہہ دیا کہ چونکہ انسان کی تدریجی ترقی کے ثبوت مل گئے ہیں اس لئے خدا کو ماننے کی ضرورت نہیں ہے اور یہ کہ اندھی ترقی ممکن ہے یعنی اتفاقاً ایک ادنیٰ ذرّہ سے ترقی کرتے کرتے انسان ایک اعلیٰ حالت تک پہنچ سکتا ہے۔ گویا ایسے سارے قوانین موجود ہیں کہ اتفاقات کے نتیجہ میں یہ عظیم واقعہ رونما ہو جائے یہ تھا ڈاروِنزم کا نتیجہ جو بعض دہریوں نے نکالا حالانکہ ڈارون خود دہریہ نہیں تھا بلکہ وہ تو لکھتا ہے کہ مجھے اس سے پہلے خدا پر پورا یقین نہیں تھا۔ جب میں نے ارتقاء پر نظر ڈالی تو تب مجھے یقین آیا کہ ہاں ایک بالا ارادہ مقتدر ہستی موجود ہے پس وہ تو خدا کا قائل تھا بلکہ زیادہ قائل ہو گیا اس لئے قرآن کریم کا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ ارتقاء نہیں ہوا۔ قرآن کریم یہ فرماتا ہے کہ BLIND EVOLUTION ممکن نہیں ہے۔ جب تک ایک باشعور صاحب اقتدار ہستی اس EVOLUTION کو DIRECT نہ کرے اور توفیق نہ دے آگے بڑھنے کی اس وقت تک ناممکن ہے کہ ارتقاء ہو جائے۔ موجودہ دنیا بہت حد تک اس نظریے کی قائل ہو چکی ہے۔

یورپ کے اہلِ علم پر انکشافِ حقیقت

چنانچہ یورپ کے بعض سکالرز اور بڑے بڑے سائنسدان اس موضوع پر کتابیں لکھ رہے ہیں۔ اور بڑی بڑی کانفرنسز منعقد ہو چکی ہیں جن میں دہریے بھی شامل تھے اور ایک کانفرنس تو دہریوں کے وطن میں منعقد ہوئی تھی وہ بھی اس موضوع پر بہت کچھ لکھ بیٹھے ہیں۔ مثلاً ایک کانفرنس ماسکو میں ORIGIN OF LIFE کے بارہ میں منعقد ہوئی تھی اس کی روئیداد چھپی ہوئی ہے اس میں ایک روسی سائنسدان یہ بیان کرتا ہے کہ یہ خیال کہ زندگی کا آغاز بہت سے اتفاقی حادثات کے نتیجہ میں خود بخود ہو گیا (ارتقاء میں تو ان گنت اتفاقات ماننے پڑتے ہیں۔ لیکن زندگی کے پہلے ذرّہ کے بننے میں جتنے اتفاقات چاہئیں یہ صرف ان کی بحث کر رہا ہے باقی کا تو ابھی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا) ممکن نہیں یعنی پہلا قدم وہ کہتا ہے اتفاقاً نہیں اٹھ سکتا۔ وہ کہتا ہے زندگی کا پہلا ذرّہ جس کو ہم موت سے الگ کہہ سکیں یعنی زندہ ذرہ اس کے بننے میں جتنے اتفاقات چاہئیں اس کی وہ مثال بیان کرتا ہے ایسی ہی ہے جیسے میز جس پر بیٹھ کر میں اب لکھ رہا ہوں اس میز میں سارے سائنسدان جانتے ہیں کہ کوئی نہ کوئی ایٹم موجود ہے جو کسی نہ کسی سمت میں اچھل رہا ہے یعنی ہمارے وجود کے ہر ذرہ میں سے ہر ایٹم اچھل کر اپنا سسٹم چھوڑ کر باہر نکل رہا ہے تو کہتا ہے کہ یہ ممکن ہے اس لئے یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ایٹم بجائے اس کے کہ کوئی دائیں جائے کوئی بائیں جائے کوئی نیچے جائے کوئی ٹیڑھا ہو وہ سارے ایک ہی سمت میں اوپر کی طرف اٹھنے لگیں نیچے نہ جائیں عقلاً ممکن ہے اور یہ بھی پھر ممکن ہونا چاہیئے عقلاً کہ ارب ہا ارب سال میں جو ایٹم الگ الگ اٹھتے ہیں وہ سارے بیک وقت اٹھیں اور یہ بھی عقلاً ممکن ہونا چاہیئے کہ وہ صرف ایک فٹ اٹھیں اس سے زیادہ نہ اٹھیں اور نتیجہ یہ نکلے کہ یہ میز ایک فٹ اوپر اچھل کر اونچی ہو جائے اور ان کی آپس میں جو نسبت ہے وہ نہ بگڑے۔ کہتا ہے اگر یہ ممکن ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ذرّہ اچھل جاتا ہے اور ایک فٹ بھی اچھل جاتا ہے اور کسی سمت میں اچھل جاتا ہے تو اس کے لئے جتنے اتفاقات چاہئیں اس سے زیادہ اتفاقات چاہئیں زندگی کا پہلا ذرّہ بننے کے لئے۔ یہ صاحب علم لوگوں کا کلام ہے جو دہریہ بھی ہیں مگر پھر بھی خدا تعالیٰ کی ہستی کے حق میں شواہد دینے پر مجبور ہیں۔ اس لئے ایوولیوشن ہمیں نہیں ڈرا سکتی۔ تمام دنیا کے سائنسدان دن بدن اسلامی تعلیم کو سچا ثابت کرنے کے قریب تر آ رہے ہیں۔

محفوظ تحریریں

حضرت امام جماعت احمدیہ نے مکرم منیر الدین صاحب ربوہ کو ۲۰ جنوری ۱۹۸۹ء کو تحریر فرمایا۔

"آپ کا پر خلوص خط موصول ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی رضا اور پیار کے عطر سے ممسوح فرمائے اور ایمان اور خلوص میں برکت عطا فرمائے۔ اور خدمات دینیہ کے مقام محمود بخشے۔ آپ کی شادی کی خبر پڑھ کر خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے۔ اور پر مسرت اور کامیاب زندگی عطا فرمائے۔ آپ کے والد صاحب نے بڑی حکمت سے کام کیا ہے۔ جو تحریک وقف نو کا خلاصہ پہلے دن ہی سرہانے رکھ دیا۔ ان کی اس ادا پر بڑا لطف آیا اللہ تعالیٰ آپ کو نیک صالح اور خادم دین اولاد عطا فرمائے جو اس تحریک کے اعلیٰ مقاصد کو پورا کرنے والی ہو۔ تمام افراد خانہ کو میرا محبت بھرا سلام۔ آپ دونوں میاں بیوی کے لئے تحفہ بھجوا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۵ مارچ ۱۹۸۹ء کو مکرم عبد العزیز جہانگیری صاحب راولپنڈی کو تحریر فرمایا۔ آپ کا خط موصول ہوا۔ بیماری کا پڑھ کر فکرمندی ہوئی اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور کامل و عاجل شفاء عطا فرمائے۔

آپ تو خدا تعالیٰ کے فضل سے بے خوف نڈر مجاہد ہیں۔ ہر خطرے کے موقعے پر آپ نے احمدیت کے وقار کا جھنڈا بلند رکھا ہے۔ اس لئے آپ سے ایک خاص تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو طمانیت بخش زندگی عطا کرے اور بچوں کو خوشیاں دکھائے مکرم ڈاکٹر نوری صاحب سے علاج کروائیں۔ انہیں میں لکھ رہا ہوں کہ وہ آپ کا چیک اپ کر کے مجھے رپورٹ بھجوائیں۔ میں ہومیو پیتھی نسخہ بھی بھجوا رہا ہوں۔ جو اس خط کے ساتھ منسلک ہے۔ یہ بھی استعمال کریں اللہ تعالیٰ آپ کو بیماری کے شر اور اس کے بد اثرات سے محفوظ رکھے۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون سین

فن پارے

دنیا بھر میں جتنی خرید و فروخت ہوتی ہے اس میں قیمتیں مقرر کرنے کا کوئی نہ کوئی اصول تو ہوتا ہی ہے۔ چیز خاصی مقدار میں موجود ہے۔ اور خریدنے والے کم ہیں تو قیمت فروخت کم ہو جائے گی اور چیز مقدار میں کم ہے۔ اور خریدنے والے زیادہ ہیں تو قیمت بڑھ جائے گی۔ اس طرح قیمتیں گھٹتی بڑھتی رہتی ہیں۔ اگرچہ کہا جا سکتا ہے کہ گھٹتی کم ہیں بڑھتی زیادہ ہیں لیکن پھر بھی کسی نہ کسی قدر تو گھٹتی بھی ہیں اور بڑھتی بھی ہیں۔ سونے کو ہی لے لیجئے۔ کبھی سو دو سو روپیہ قیمت بڑھ جاتی ہے۔ تو پھر پانچ دس روپے کم بھی ہونے لگتی ہے لیکن ایک چیز ایسی ہے جس کی قیمت کے بڑھنے کا کوئی معیار قائم نہیں کیا جا سکتا اور وہ ہے پرانے اساتذہ کے فن پارے۔ ان فن پاروں کی قیمت بڑھنے لگتی ہے تو اتنی زیادہ کہ انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔ مثلاً کہتے ہیں کہ چین کا ایک مٹی کا بنا ہوا پیالہ جس پر نقش و نگار خاصے شوخ تھے۔ آج سے پچاس سال پہلے ۳۲ پونڈ میں بکا اور اب اسی کی قیمت ۱۱ لاکھ پونڈ ادا کی گئی ہے۔ کہاں ۳۲ پونڈ اور کہاں ۱۱ لاکھ پاؤنڈ اور یہ کوئی منفرد قسم کی فروخت نہیں ہے تائیوان اور جاپان کے فن پارے اکٹھے کرنے والے لوگ چین کی مٹی کی بنی ہوئی چیزیں اور پینٹنگز کی اتنی زیادہ قیمت ادا کر رہے ہیں کہ انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے انہی فن پاروں کی جو قیمت پہلے ادا کی گئی تھی اب اس قیمت کو کئی ضربیں لگا کر یعنی کئی گنا کر کے فروخت کیا جا رہا ہے اور موجود الوقت میں یہ خرید و فروخت تو مقدار میں بھی بڑھ گئی ہے اور قیمت میں بھی کہتے ہیں کہ گذشتہ ۱۸ ماہ میں کروڑوں ڈالر کی خرید و فروخت ہوئی ہے چین کے فن پارے خاص طور پر زیادہ تعداد میں بک رہے ہیں اور ان کی قیمت بھی پہلے سے بہت زیادہ لگ رہی ہے اور ان کے خریدنے والے زیادہ تر تائیوان کے لوگ ہیں یا جاپان کے۔ جب تجزیہ کیا گیا تو پتہ چلا کہ تائیوان کے لوگ تو اس لئے زیادہ خریدتے ہیں اور زیادہ قیمت دیتے ہیں کہ ان کی حکومت نے حال ہی میں ۶۲ ارب امریکی ڈالر فارن ایکسچینج میں مہیا کر دیئے ہیں اور اس روپے کو آخر کہیں نہ کہیں تو خرچ کرنا ہی ہے۔ زیادہ آسان طریق زیادہ روپے کو جلد خرچ کرنے کا یہی ہے کہ فن پاروں کی بے انتہا قیمت ادا کی جائے۔ کیونکہ ان کی قیمت کا کوئی معیار تو ہوتا ہی نہیں۔ آپ نے ایک چھوٹا سا پیالہ دیکھا اور سوچا کہ اس کے ۱۰ پونڈ دے دیئے جائیں تو کافی ہیں لیکن آپ کی موجودگی میں ہی ایک اور شخص اس پیالے کو دیکھ کر ایک ہزار پونڈ دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ مٹی کے برتنوں یا ایسی ہی چیزوں کے علاوہ پیتل تانبے کی چیزیں بھی بہت زیادہ قیمت پر بکتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ گذشتہ دسمبر میں شینگ خاندان کی ایک پیتل کی بھینس آپ جانتے ہیں اتنی چھوٹی سی کہ جسے انگیٹھی پر رکھا جا سکے دنیا کی سب سے زیادہ قیمتی فن پارہ بن گئی۔ اس شنگ خاندان کی پیتل کی بھینس کی قیمت ۳۰ لاکھ امریکی ڈالر ادا کی گئی۔

گذشتہ مئی میں ایک چینی امریکی خریدار نے ۔۔۔۔ خاندان کا ایک زرد نیلا برش دھونے والا فن پارہ ۲۸ لاکھ امریکی ڈالر میں خریدا اور چودھویں صدی کی ایک پینٹنگ جس پر شاہی شکار کرنے والی پارٹی کی تصویر بنی ہوئی ہے۔ ۱۸ لاکھ ۷۰ ہزار ڈالر میں خریدی گئی اس سے پہلے ایسی ہی ایک چیز ۱۴ لاکھ ڈالر میں فروخت ہوئی۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ جاپانی بغیر دیکھے بھالے فن پارے خرید لیتے ہیں اور تائیوان کے لوگ بھی اس بات کو سمجھے بغیر کہ فن پارہ اصلی ہے یا نقلی زیادہ سے زیادہ قیمت دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ خرید و فروخت اسی طرح جاری رہے گی۔ اگرچہ بعض سیاست دانوں نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ کچھ عرصہ کے لئے یہ خرید و فروخت اس لئے مدھم پڑ جائے گی کہ چین کے سیاسی حالات بدل رہے ہیں اور نہیں کہا جا سکتا کہ فن پاروں کی مارکیٹ پر ان حالات کا کیا اثر پڑے گا۔

پاکستان کا ڈرگ مافیا

کراچی سے چھپنے والے ایک اخبار کے مطابق ایک بھارتی روزنامے کے وقائع نگار نے ایک تجزیاتی رپورٹ میں بتایا ہے کہ پاکستان کا ڈرگ مافیا کا کارڈ استعمال کر کے بے نظیر نے جلتی آگ میں ہاتھ ڈال دیا ہے۔

ایک بھارتی روزنامہ کے وقائع نگار نے ایک تجزیاتی رپورٹ میں بتایا ہے کہ پاکستان کا ڈرگ مافیا سب سے زیادہ طاقتور عنصر ہے۔ اسے سابقہ حکومت کے بعض اعلیٰ عہدیداروں کی سرپرستی حاصل ہے۔ اخبار نے لکھا ہے یہ مسئلہ پہلے ہی واشنگٹن اور پاکستان کے درمیان دو دھاری تلوار کی حیثیت رکھتا ہے اور امریکہ اپنی تمام تر کوشش کے باوجود اس سلسلے میں سخت رویہ اختیار نہیں کر سکا تھا۔ اخبار کے مطابق بے نظیر بھٹو اس حقیقت سے آگاہ ہیں، لیکن انہوں نے واشنگٹن کے دورہ کو کامیاب بنانے کے لئے ڈرگ مافیا کے خاتمہ کا کارڈ استعمال کیا۔ بے نظیر بھٹو کو یہ احساس ہے کہ وہ جلتی آگ میں ہاتھ ڈال رہی ہیں۔ اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق دنیا بھر کی حشیش، چرس، گانجا، ہیروئن کا ۸۰ تا ۹۰ فیصد پاکستان سے بیرون ملک سپلائی ہوتی ہے اور امریکہ میں اب تک جتنی بھی ہیروئن قبضہ میں لی گئی ہے اس کا ۷۰ فیصد پاکستان سے سپلائی ہوا تھا۔ اس رپورٹ کے مطابق اس وقت صوبہ سرحد اور اس کے بالائی حصوں میں ۱۰ ہزار ایکڑ رقبے پر پوست کی کاشت کی جا رہی ہے اس کے علاوہ صوبہ سرحد میں اس وقت ۳۰ فیکٹریاں ہیروئن بنانے میں مصروف ہیں۔ امریکی ادارہ انسداد منشیات نے اپنے ذرائع سے بتایا ہے کہ اس وقت پاکستان میں ہیروئن سپلائی کرنے کے سلسلے میں ۴۰ سنڈیکیٹ کام کر رہے ہیں۔

اخبار کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ۱۹۸۶ء میں پاکستانی پریس نے بھی ۳۰ ممتاز سمگلروں کی فہرست شائع کی تھی جو اینٹی ڈرگ کونسل نے تیار کی تھی۔ لیکن اس کے باوجود ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی کیونکہ پاکستان کی انتظامیہ کے بیشتر افراد اس کاروبار میں خود ملوث ہیں اس کے علاوہ سمگلروں کے پاس اس قدر دولت ہے کہ وہ کسی بھی قیمت پر گرفتار نہیں ہو سکتے۔ اخبار کے مطابق اسی سال پولیس نے دو فوجی افراد کو ۲۲۰ کلو ہیروئن رکھنے کے جرم میں گرفتار کیا۔ یہ ہیروئن یورپ کو بھیجی جانے والی تھی اور بیرون ملک مارکیٹ میں اس کی قیمت ۴ ارب ڈالر تھی اور یہ رقم پاکستان کی سالانہ تجارتی آمدنی سے بھی زیادہ ہے۔ ان دونوں کو ایک فوجی عدالت میں حاضر ہونے کے لئے کہا گیا لیکن وہ دونوں روپوش ہونے میں کامیاب ہو گئے اور ابھی تک ان کے بارے میں کوئی پتہ نہیں چل سکا کہ انہیں زمین نگل گئی یا آسمان کھا گیا۔

اخبار نے لکھا ہے کہ پاکستان میں ۱۹۷۹ء میں ۲۷۰ ٹن افیون کاشت ہوئی لیکن ۱۹۸۷ء میں اس کا وزن ۸۰۰ ٹن تک جا پہنچا تھا۔ اخبار کے مطابق امریکہ کے پاس ایک مضبوط خفیہ ادارہ ہے اور مجرموں تک رسائی حاصل کرنے کے لئے جدید تکنیکی آلات ہیں اس کے باوجود وہ اس گھناؤنی تجارت پر قابو نہیں پا سکا جس کی وجہ یہ ہے کہ امریکہ کی انتظامیہ کے کئی اعلیٰ عہدیدار بھی اس کاروبار میں شریک ہو کر دولت کما رہے ہیں۔ اخبار نے لکھا ہے کہ اگرچہ پاکستان نے اس مکروہ تجارت سے بہت زیادہ رقم کمائی ہے لیکن وہ خود اس کی لعنت کا شکار ہو گیا ہے۔ منشیات فروشوں نے ساڑھے چھ لاکھ ذہین نوجوانوں کو مفلوج بنا دیا ہے اور ان کی زندگی کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔ اخبار کے مطابق جو لوگ افیم کی فصل کو افغانستان اور سرحد کے کھیتوں سے بلا خوف کراچی تک لے جاتے ہیں وہی پاکستان میں سیاست پر حاوی ہیں اور انہیں قابو کرنے کے لئے صرف فوج اور خفیہ سروس ہی کارنامہ دکھا سکتی ہے۔

چین

گذشتہ دنوں چین میں طلباء نے اور ان کے ساتھ مل کر مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے جمہوریت کیلئے جو مظاہرے کئے تھے۔ وہ چند دن اپنا زور شور دکھا کر ۴ جون کو ختم ہو گئے۔ اس دوران طلباء نے تیانن من چوک پر قبضہ کئے رکھا۔ حتیٰ کہ فوج نے گولیوں کی باڑھ میں ان کو وہاں سے منتشر ہونے پر مجبور کر دیا۔ متعدد لوگ مارے گئے اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان سے بہت زیادہ زخمی ہوئے۔ جب یہ مظاہرے جاری تھے تو حکومت کے ساتھ گفت و شنید کیلئے طلباء کا جو گروپ تیار ہوا اس کے لیڈر شن ٹونگ (SHEN TONG) (عمر ۲۰ سال) تھے۔ جب مظاہرین منتشر ہوئے تو شن نے اپنے آپ کو بیجنگ اور بیجنگ کے ماحول میں ایک ہفتہ تک چھپائے رکھا۔ پھر وہ کسی نہ کسی طرح بیجنگ کے ہوائی اڈہ پر پہنچ گئے۔ اور وہاں سے ہوائی جہاز کے ذریعے امریکہ چلے گئے۔ اب وہ برانڈیس ـــ (BRANDEIS) یونیورسٹی جو کہ بوسٹن سے کچھ فاصلے پر ہے۔ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا ہے کہ "اب ہماری پالیسی یہ ہے کہ چین سے باہر جو چینی رہائش پذیر ہیں ان کو منظم کیا جائے اور چین کی حکومت کو بدلنے کی کوشش کی جائے"۔

انہوں نے، جب سے چین سے آئے ہیں، کسی چینی طالب علم سے رابطہ پیدا نہیں کیا۔ بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ اس بات سے خوف زدہ ہیں کہ وہ جس سے بھی رابطہ پیدا کریں گے حکومت اس شخص کیلئے مشکلات پیدا کر دے گی۔ کیونکہ اس وقت باہر سے آنے والے تمام ٹیلیفون پیغامات نوٹ کئے جاتے ہیں۔

ان کا خیال ہے کہ حکومت کے تشدد کی وجہ سے چین میں ان کی تحریک کمزور تو پڑ سکتی ہے لیکن ختم نہیں ہو سکتی اس لئے کہ جمہوریت ایک ایسا عمل ہے جسے اب چین کے اکثر باشندے ملک میں رائج کرنا چاہتے ہیں۔ باہر کے ممالک سے چین پر اس لئے دباؤ ڈالا جا سکتا ہے کہ اس وقت چین میں اقتصادی بحران ہے اور چین دوسرے ممالک سے جہاں سے اسے اقتصادی مدد مل سکتی ہے اپنے تعلقات خراب کرنا نہیں چاہے گا۔

ان کا یہ خیال ہے کہ جو لوگ اس وقت برسر اقتدار ہیں ان کے فوری طور پر ہٹائے جانے سے زیادہ فرق تو نہیں پڑے گا لیکن یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ کوئی فرق نہیں پڑے گا" ہماری تحریک مضبوط ہوگی اور پہلے سے زیادہ تیزی سے آگے بڑھے گی۔" حکومت نے صرف ان لوگوں کو تختہ دار پر لٹکایا ہے جو مزدور طبقے سے تعلق رکھتے تھے یا زندگی کے کسی اور شعبے سے بھی۔ طلباء کی طرف انہوں نے اس لئے ہاتھ نہیں بڑھایا کہ وہ اس کے نتائج کو برداشت کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ اگر وہ طلباء پر ہاتھ ڈالیں اور انہیں بھی مظاہروں کے جرم میں تختہ دار پر لٹکائیں تو یقیناً ساری دنیا کی نظریں اس طرف اٹھیں گی اور چین اپنے آپ کو مشکلات میں گھرا ہوا محسوس کرے گا شن ٹانگ کب تک امریکہ میں رہتے ہیں یا کسی اور ملک میں چین سے باہر یہ تو کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن ان کی طبیعت سے یہ اندازہ ضرور لگایا جا سکتا ہے کہ جب بھی انہوں نے حالات سازگار دیکھے، وہ چین واپس جا کر اپنی تحریک کے لئے دوبارہ کام شروع کر دیں گے۔

ایک خط ـــ ایک وصیت

محترمہ محمودہ کے نیر صاحبہ نے بہاولپور سے ہمیں ایک دستاویز بھجوائی ہے جو آپ کے والد محترم کی ۱۹۶۲ء کی رقم فرمودہ وصیت ہے۔ یہ وصیت انہوں نے اپنے بچوں اور بچوں کے بچوں کے نام تحریر کی تھی۔ اللہ کے نام سے شروع کرتے ہوئے انہوں نے اپنے سب بچوں پر سلامتی بھیجی ہے اور اس بات کی دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عاجزانہ وصیت (خط) کو ان کے لئے نہایت مؤثر بنائے۔ لکھتے ہیں:۔

"میرے بچو! میں آپ کے لئے کوئی سونے اور چاندی کی صورت میں دنیا کی دولت تو چھوڑ کر نہیں جا رہا کیونکہ اس کا حصول کبھی میرے بس کی بات نہ تھی لیکن میرے دل میں اس کی شدید خواہش ہے کہ میں یہ خط آپ کو لکھوں ـــ ایسے وقت میں جبکہ میں سمجھتا ہوں کہ میری زندگی کا خاتمہ ہونے والا ہے اور اس خط کو ایک نصیحت کے رنگ میں تحریر کروں اور اللہ تعالیٰ سے میری دعا ہے کہ میری ان باتوں کو آپ کے لئے بہت مؤثر ثابت کرے۔ میں یہ چند باتیں پیش کرتا ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ ان باتوں کے پیش کرنے میں میری ایک ذاتی خواہش بھی پوشیدہ ہے اور وہ یہ کہ اگر آپ نیک ہوں، صاحب اکرام ہوں، ملک کے اچھے شہری ہوں روحانی اور اخلاقی طور پر بہتر ہوں تو لوگ میرا نام بھی عزت کے ساتھ لیں گے۔

میرے بچو! اگر تم میری نصیحت پر عمل کرو گے تو تم دیکھو گے کہ تمہیں ان مشکلات کا سامنا نہیں کرنا پڑیگا جن سے مجھے دوچار ہونا پڑا۔ اس میں کیا شک ہے کہ تجربہ ایک بہت اچھا استاد ہے لیکن یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ تجربہ ہونا بڑا مہنگا ہے۔ اور بعض اوقات خطرات سے پُر بھی ہوتا ہے۔ زیادہ سعادتمند وہ شخص ہے جو دوسروں کے تجربات سے فائدہ اٹھاتا ہے اور اپنے آپ کو تکالیف اور مشکلات میں نہیں ڈالتا۔ میرے خدا اور میرے خالق اور میرے مالک نے جس رنگ میں مجھے اب ڈھالا ہوا ہے وہ کئی مشکل منازل سے گزر کر مجھے میسر آیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ابھی مجھے مزید سدھارنے اور صحیح خطوط پر میری تشکیل دے کر مجھے بہتر انسان بنانے کی ضرورت ہے تاکہ میں ایک مکمل ایمان لانے والا اور اپنے مذہب کا صحیح پیروکار بن سکوں۔ اور تمام برے خیالات میرے دل سے نکل جائیں۔ میری خواہش ہے اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اچھا انسان بنائے۔ وفاداری کا جذبہ عطا کرے اور سب برائیاں اور غیر ضروری باتوں سے مجھے نجات دے۔ مجھے خالد بن ولید کی طرح بنا دے۔ میں آپ سے یہ نہیں کہتا کہ آپ دنیا کو بالکل چھوڑ دیں، ہرگز نہیں۔ میں یہ بات بالکل نہیں کہتا۔ میں یہ بات اپنے مرد بچوں سے خالد بن ولید بننے کی اور عورتوں سے خولہ بنت ضرار اور فاطمہ اور رابعہ بصری کی طرح نیک بننے کی خواہش کرتا ہوں۔

دین حق کے ایک اچھے پیروکار کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ شیطان کے مقابلے میں بزدل نہ ثابت ہو بلکہ وہ اپنے ایمان کی تلوار اپنے ہاتھ میں لے کر ہر برائی اور ہر بری بات کا سر قلم کر دے۔ میری خواہش ہے کہ آپ آرٹس اور سائنس جو کہ دنیا کے قابل عزت پیشے ہیں اور علوم ہیں انہیں حاصل کریں اور انہی کو اپنی آمدنی کا ذریعہ بنائیں۔ میں کہتا ہوں کہ دین حق کا ایک بہتر پیروکار دنیا کی دولت تو حاصل کرتا ہے لیکن وہ ایسا اس غرض کے لئے نہیں کرتا کہ تعیش کی زندگی بسر کرے اور آرام اور راحت میں دن گزارے بلکہ وہ اس لئے ایسا کرتا ہے کہ وہ دین حق کی خدمت کر سکے۔ میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ اچھے بنیں، معزز بنیں۔ امیر بنیں۔ اچھا لباس پہنیں۔ لیکن یہ سب اس لئے نہیں کہ آپ مغرور ہو جائیں اور تکبر کا اظہار کریں یا ریا سے کام لیں۔ اور جو لوگ آپ سے نچلے درجے پر ہیں ان کی طرف حقارت سے دیکھیں۔ آپ کا فرض ہے کہ آپ نچلے درجے کے لوگوں کے ساتھ دوستی پیدا کریں اور ہر ممکن مدد کے لئے تیار رہیں آپ لوگوں سے مہربانی کے ساتھ پیش آئیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ بھی آپ کے ساتھ مہربانی کا سلوک کرے۔ جہاں تک دنیاوی دولت کا تعلق ہے یہ تو آنی جانی چیز ہے اور اسے آپ دوسری دنیا میں اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتے لیکن جو کچھ آپ دین حق کے لئے خرچ کریں وہ مستقلاً آپ کا مال ہے اور جمع ہوتا رہتا ہے اور آپ کو دوسری دنیا میں مل جائیگا۔ دوسری دنیا جو حقیقی ہے اور جسے ہمیشگی حاصل ہے۔ جہاں تک دنیاوی مال و دولت کا تعلق ہے وہ کئی طریقوں سے آپ سے چھینا جا سکتا ہے۔ چور چھین کر لے جا سکتے ہیں۔ ڈاکہ ڈالا جا سکتا ہے۔ یونہی لوگ چوری چھپے چیز کھسکا کر لے جا سکتے ہیں۔ اور ایسے ہی کئی اور طریقوں پر بھی یہ دولت ضائع ہو سکتی ہے۔ لیکن جو چیزیں یا جو مال و دولت آپ دین حق کے لئے استعمال کریں گے وہ آپ کو کئی گنا بڑھوتی کے ساتھ واپس مل جائیں گی۔ جب بات یہ ہے تو کیوں نہ آپ دولت کو ہمیشگی کی زندگی کے لئے اپنے ساتھ لے جائیں۔ جہاں نہ چور ہیں نہ ڈاکو۔ امن ہے جس کے لئے ساری دنیا کے لوگ ہر خطے میں بے قرار ہیں۔ اور وہ انہیں حاصل نہیں ہو رہا۔ پس اپنی زندگیوں کو اور اپنی دولت کو دین حق کو ساری دنیا میں پھیلانے کے لئے استعمال کرو۔ میرے بچو! میں اس خط کو اپنی دعاؤں کے ساتھ ختم کرتا ہوں اور آپ سے کہتا ہوں کہ آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کریں۔ آپ کی مکمل پیروی کا دم بھریں اور آپ سے وہ رشتہ قائم کریں جو دنیا کے تمام رشتوں سے بالاتر ہو۔ یہی وہ بات ہے جس سے خدا تعالیٰ آپ سے محبت کرے گا۔ آپ کو تمام انبیاء پر ایمان لانا چاہیئے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ سے محبت کرنی چاہیئے۔ میرے آخری الفاظ یہ ہیں کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ ہمیشہ ہمیش جماعت کے امام سے وابستہ رہیں۔ اور کبھی کوئی ایسی بات نہ کریں جس سے شک و شبہ کی گنجائش پیدا ہوتی ہو اور جس سے کسی بے راہ روی کا امکان ظاہر ہو۔ میں اپنی دلی محبت کے ساتھ اپنی اس وصیت کو ختم کرتا ہوں۔

ایمان کا کمال حسن خلق ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادرفتگان

حضرت چوہدری محمد حسین صاحب

(والد محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب)

محترم چوہدری محمد حسین صاحب والد مکرم پروفیسر عبدالسلام صاحب نوبل انعام یافتہ کے سوانح حیات آج سے ۱۵ - ۲۰ سال قبل محمد احمد اکیڈمی رام گلی نمبر ۳ نے شائع کئے تھے۔ پیش لفظ کے طور پر محترم محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی نے لکھا،

"جناب چوہدری محمد حسین صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ان منتخب افراد میں سے تھے جنہوں نے اپنی زندگی نہایت صلح وصفائی، پاکیزگی اور طہارت ایمانداری اور سچائی صدق و دیانت اور حسن واحسان کے ساتھ گذاری۔ اپنے فرائض خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے۔ لوگوں سے ہمیشہ اخلاق و مروت سے پیش آئے۔ جائز ہمدردی ہر شخص سے کی۔ ناجائز طرفداری کبھی کسی کی نہ کی۔ حق بات کے کہنے میں اور صداقت کے اظہار میں کبھی لومۃ لائم کی پرواہ نہیں کی۔ دعوت الی اللہ کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ جب تک ملازم رہے نہایت نرمی ملائمت اور دلائل کے ساتھ لوگوں سے گفتگو کرتے رہے۔ جب ملازمت سے ریٹائر ہوئے تو خدمت دین کے لئے اپنے آپ کو وقف کردیا اور دن رات نہایت انہماک کے ساتھ دعوت الی اللہ میں مصروف رہے۔ یہاں تک کہ مولائے حقیقی سے جاملے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ اور ان پر رحمتوں کی بارش برسائے اور ان کی اولاد کو مذہبی اور اخلاقی لحاظ سے ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ خوش قسمتی سے اس اپنے ملفوظات کا ایک کافی ذخیرہ حضرت چوہدری صاحب اپنے پیچھے چھوڑ گئے۔ یہ مختلف یادداشتوں، نوشتوں، تحریروں اور شذرات کا مجموعہ ہے۔ جو ان کے لائق فرزند ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے پاس محفوظ تھا، اور جس کو مَیں نے ان سے لے کر ایک ترتیب کے ساتھ خود چوہدری صاحب کے اپنے الفاظ میں یہاں درج کردیا ہے۔ اور اس طرح اس کتاب کی شکل ایک (AUTOBIOGRAPHY) آٹو بائیو گرافی (خود نوشت سوانح حیات) کی ہو گئی ہے۔ یہ خود نوشت حالات امید ہے بہت سوں کی ہدایت کا موجب ہوں گے، اور اکثر لوگ ان کو پڑھ کر اپنے افعال واعمال کو زیادہ بہتر اور زیادہ پسندیدہ بنا سکیں گے۔ حضرت چوہدری صاحب نے اپنی نجی زندگی اور اپنے سوانح حیات کے جو واقعات و حالات وقتاً فوقتاً اپنی ڈائریوں میں لکھے وہ مَیں نے سب ایک جگہ جمع کردئے ہیں اور انہیں سے اس کتاب کی ابتداء کی ہے۔

اس کے بعد چوہدری صاحب نے جو بکثرت حالات و واقعات اور مشاہدات مختلف اوقات میں اپنی ڈائریوں میں درج کئے۔ وہ بھی قارئین کرام کی خدمت میں پیش کئے گئے ہیں، کتاب کا مغز اور عطر دراصل یہی حصہ ہے۔ جس میں آپ کو ہر قسم کے حالات وافکار ملیں گے۔

کتاب کے بعض اہم حصے آپ کے لائق اور قابل فرزند ڈاکٹر عبدالسلام نے مرتب کئے ہیں۔ آپ کی وفات کے کوائف اور تدفین کی کیفیت اخبارات سے لے کر مَیں نے شاملِ کتاب کردی ہے۔ حضرت چوہدری صاحب کے انتقال پر جن بزرگوں نے آپ کے متعلق اپنے مضامین میں نہایت پُرجوش اور نہایت پرخلوص الفاظ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ مَیں نے الفضل میں ان سب مضامین کا مطالعہ کرکے ان کا خلاصہ آخر کتاب میں شاملِ اشاعت کردیا ہے۔

میرا دوستی اور محبت کا تعلق حضرت چوہدری صاحب کے ساتھ ۱۹۳۲ء سے تھا، جبکہ مَیں جھنگ کے ایک نیم سرکاری اخبار "عروج" کا ایڈیٹر تھا۔ اور حضرت چوہدری صاحب محکمہ تعلیم جھنگ کے ہیڈ کلرک تھے۔ اس لئے مجھے ان کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ جب مَیں جھنگ سے چلا آیا اور حضرت چوہدری صاحب بھی ملتان تبدیل ہوگئے اور پھر ریٹائر ہوگئے، اس کے بعد بھی ہم دونوں کے باہمی تعلقات میں فرق نہ آیا۔ بلکہ محبت اور مودّت برابر بڑھتی رہی۔ یہاں تک کہ موت کے زبردست ہاتھ نے ان کو مجھ سے جدا کردیا۔ اس تمام طویل عرصے میں مَیں نے ہمیشہ ان کو نہایت شفیق و خلیق، ہمدرد و ملنسار، مستعد و ہشیار، ایماندار و کارگذار، خلوص والفت اور امانت و دیانت کا پیکر پایا۔ ریا اور عجب سے وہ کوسوں دُور تھے۔ تکبّر اور غرور ان میں نام کو بھی نہ تھا۔ خاکساری اور فروتنی انکی جبلّت میں داخل تھی۔ خشونت و غضب سے وہ ہمیشہ مجتنب رہے۔ بلا لحاظ مذہب وملّت لوگوں کے ساتھ رفق و مدارات سے پیش آتے اور ہر شخص سے نرمی و ہمدردی کا برتاؤ کرتے تھے۔ ان کی باتوں میں شیرینی اور انکے کلام میں مٹھاس تھی۔ ان کے سمجھانے کا طریق نہایت دل نشیں، انکی نصیحت کا اسلوب بہت مرغوب، انکی دعوت الی اللہ کا طرز نہایت مؤثر ہوتا تھا۔ وہ نہایت پابندی کے ساتھ احکام شریعت بجالانے والے تھے۔ اور نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ اپنی نمازیں اور دیگر عبادات اَدا کرتے تھے۔ قال اللہ و قال الرسول ان کا معمول تھا۔ فضولیات اور لغویات سے انہیں نفرت تھی۔ بے فائدہ اور لایعنی مشاغل میں مصروف رہنے کی نہ انہیں فرصت تھی نہ عادت تھی۔ لوگوں کی برائیاں بیان کرتے اور غیبت کرتے ہوئے مَیں نے ان کو کبھی نہیں دیکھا۔ انہوں نے ہمیشہ اپنے کام سے کام رکھا اور دوسرے کے کام اور دوسرے کے فعل سے کوئی سروکار نہ رکھا۔ جھگڑوں، بکھیڑوں میں پڑتے اور لڑنے بھڑنے سے ہمیشہ احتراز کرتے اور اس فرمانِ خداوندی پر پوری طرح عامل تھے کہ جب جاہل انہیں خطاب کرتے ہیں تو وہ سلام کہہ کر گذر جاتے ہیں۔

حضرت چوہدری صاحب کے انہیں اخلاق فاضلہ اور عاداتِ حسنہ نے مجھے اس بات کے لئے آمادہ کیا کہ باوجود اپنی سخت بیماری اور کمزوری کے اپنے (دوست) کی یہ آخری خدمت بجالاؤں تاکہ اس تصنیف کے ذریعے (آپ کا نام عرصہ دراز تک زندہ رہے)۔

کتاب کے متن میں محترم محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی نے حضرت چوہدری صاحب کی دینی مصروفیات کا جو اجمالی خاکہ پیش کیا ہے وہ درج ذیل ہے۔

حضرت چوہدری صاحب کی زندگی نہایت مصروف زندگی تھی، جو آپ نے تمام تر دینی خدمت، اعلائے کلمۃ الحق، وعظ و نصیحت اور درس وتدریس میں گذاری۔ وہ قبول احمدیت کے بعد عمر کے ہر حصہ میں والہانہ شوق کے ساتھ اس مقدس مشغلے میں منہمک رہے۔ اصول دین حق کی اشاعت اور دعوت الی اللہ کی ذیل میں جو مخلصانہ کوششیں حضرت چوہدری صاحب نے جھنگ، ملتان، لندن، کراچی اور شیخوپورہ وغیرہ میں ایک طویل عرصے تک کیں ان کا ایک اجمالی خاکہ انکے قابل فرزند ڈاکٹر عبدالسلام نے کھینچا ہے جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

۱۔ چوہدری صاحب کی رہائش جھنگ شہر میں ۱۹۴۱ء تک رہی وہاں آپ جھنگ مگھیانہ میں ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع جھنگ کے دفتر کے ہیڈ کلرک تھے، سرکاری فرائض کی سرانجام دہی سے جو وقت بچتا وہ سارے کا سارا آپ دینی خدمت میں خرچ کر دیتے تھے۔ چنانچہ جھنگ شہر کی بیت الحمد آپ ہی کی پُرخلوص جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ جماعت احمدیہ کی بنیاد بھی جھنگ شہر میں آپ ہی نے ڈالی۔ وہاں آپ بیت الحمد کے امام الصلوٰۃ بھی رہے۔ اور جماعت جھنگ کے امیر بھی۔

۲۔ ۱۹۴۱ء میں آپ کا تبادلہ انسپکٹر آف سکولز ملتان ڈویژن کے ہیڈ کلرک کے طور پر ہوگیا اور ۱۹۵۰ء میں آپ یہیں سے ریٹائر ہوئے۔ مگر ۱۹۵۵ء تک ملتان ہی میں سکونت پذیر رہے۔ یہاں کی بیت الحمد کو آپ نے آباد کیا اور اس کی امامت کے فرائض انجام دئیے۔ اس دوران میں آپ جماعت احمدیہ ملتان اور ازاں بعد جماعت ہائے احمدیہ ضلع ملتان کے امیر رہے۔ دینِ حق اور احمدیت کی خدمت کا سب سے زیادہ موقعہ آپ کو ملتان ہی میں ملا۔

۳۔ ۱۹۵۵ء میں آپ اپنے آبائی وطن جھنگ شہر میں واپس تشریف لے آئے۔ جہاں اصل کام آپ کا یہ تھا کہ جھنگ کی جماعت کو مضبوط بنائیں، اور وعظ ونصیحت کے ساتھ ان کو دین کی خدمت اور اصلاحِ اخلاق کی طرف متوجہ کریں۔ آپ جھنگ کی جماعت کے امیر تھے۔

۴۔ اپریل ۱۹۵۹ء میں چوہدری صاحب اپنے فرزند ڈاکٹر عبدالسلام کے پاس لندن تشریف لے گئے۔ آپ کا لندن جانا حضرت میاں بشیر احمد صاحب (اللہ تعالیٰ آپ کے درجات کو بلند کرتا رہے) کے ارشاد کی تعمیل میں ہوا۔ کیونکہ حضرت میاں صاحب کی بڑی خواہش تھی کہ جماعت کی بزرگ ہستیاں جن کا ظاہری، اخلاقی اور رُوحانی اثر نئی پود لے سکے ضرور لندن میں رہنی چاہئیں۔ چنانچہ جب حضرت میاں صاحب کی خواہش کے مطابق چوہدری صاحب لندن گئے۔ تو حضرت میاں صاحب نے کئی بار

باقی ص۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیدہ نسیم سعید

احمدی نوجوان صحافی بنیں

رسوائے زمانہ سلمان رشدی کی کتاب جو اسلام کے خلاف گہری سازش ہے کا ذکر کرتے ہوئے حضرت امام جماعت احمدیہ نے ۲۴ فروری ۱۹۸۹ء کو خطبہ جمعہ میں فرمایا "اپنی نئی نسلوں کو مقامی زبانوں میں ماہر بنائیں اور نئی نوجوان نسلوں میں سے کثرت کیساتھ اخبار نویس پیدا کریں اور ساتھ ساتھ یہ اسلام کا گہرا مطالعہ بھی کریں تاکہ ان کی زبان دانی اسلام کے حق میں اور حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں استعمال ہو۔"
(الفضل ۱۲ مارچ ۱۹۸۹ء)

بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جن کو خدا تعالیٰ نے سلطان القلم یعنی قلم کا بادشاہ کہا۔ لاریب آپ قلم کے شہسوار اور قلم کے عظیم ترین دھنی تھے آپ کی ساری زندگی خدا تعالیٰ کے منکروں، دین حق کے معترضوں، حضرت سرور کائنات فخر موجودات محمد مصطفٰےؐ کے دشمنوں کے اعتراضات کے مدلل اور منہ توڑ جواب دینے میں مصروف عمل رہتی تھی۔ آپ ۱۸۷۲ء سے برصغیر کے اخبار و رسائل میں دین حق کی تائید حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمہ جہتی فضیلت اور خدا تعالیٰ کی توحید کے حق میں معرکۃ الآرا مضامین لکھتے رہے اور پھر مذکورہ عنوانات پر چھیاسی سے زائد بینظیر کتابیں لکھیں اخبار و رسائل جاری کئے۔

ہ صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے

۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو جماعت احمدیہ کے قیام پر ایک سو سال مکمل ہو گئے اس سو سال میں جماعت احمدیہ کے اخبارات و رسائل کا ایک تحقیقی جائزہ قارئین کے ازدیاد علم کے لئے تحریر ہے تاکہ ہم اور ہماری نسلیں بھی حضرت امام جماعت احمدیہ کے ارشاد کے مطابق قلم کے دھنی اور سچی صحافت کے علمبردار بن کر ہمیشہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سینہ تان کر (احمدیت) کھڑی ہو جائے اور تمام تیر جو ہمارے آقا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر چلائے جا رہے ہیں اپنے سینوں پر لے۔ یہ صحیح طریق ہے۔ اس طرح دین حق کا دفاع ہونا چاہیئے۔" (۲۴ فروری ۱۹۸۹ء)

ایک سو سال کا تحقیقی جائزہ
(برصغیر ہندو پاک)

اکتوبر ۱۸۹۷ء: جماعت کے سب سے پہلے اخبار "الحکم" کا اجراء جو پہلے امرتسر سے اور پھر قادیان سے شائع ہونے لگا۔
جنوری ۱۹۰۲ء: "ریویو آف ریلیجنز" کا اردو اور انگریزی میں اجراء ہوا۔
اکتوبر ۱۹۰۲ء: ہفت روزہ "البدر" کا اجراء ہوا۔
یکم مارچ ۱۹۰۶ء: سہ ماہی رسالہ "تشحیذ الاذہان" کا اجراء ہوا۔
جولائی ۱۹۰۶ء: رسالہ "تعلیم الاسلام" کا اجراء ہوا۔
اکتوبر ۱۹۰۹ء: اخبار "نور" جاری ہوا۔
۱۹۱۰ء: دہلی سے "الحق" اخبار جاری کیا گیا۔
اکتوبر ۱۹۱۱ء: دہلی ہی سے "احمدی" اخبار جاری کیا گیا۔
ستمبر ۱۹۱۲ء: رسالہ "احمدی خاتون" جاری کیا۔
جون ۱۹۱۳ء: قادیان سے "الفضل" جاری کیا۔
۱۰ جولائی ۱۹۱۳ء: لاہور سے پیغام صلح جاری ہوا۔
دسمبر ۱۹۱۳ء: عرب ممالک میں پیغام حق پہنچانے کیلئے "مصالح العرب" کے نام سے "بدر" کے ساتھ ہفتہ وار عربی ضمیمہ شائع ہوتا رہا۔
اکتوبر ۱۹۱۵ء: قادیان سے اخبار "فاروق" جاری ہوا۔
۱۹۱۶ء: ماہانہ "محقق" جاری ہوا۔
۲۰ مئی ۱۹۲۲ء: قادیان سے انگریزی اخبار "البشریٰ" کی اشاعت شروع ہوئی
اکتوبر ۱۹۲۵ء: کلکتہ سے ماہوار رسالہ "احمدی" بنگلہ زبان میں جاری ہوا۔
۲۶ مئی ۱۹۲۶ء: قادیان سے "احمدیہ گزٹ" جاری ہوا۔
۱۵ دسمبر ۱۹۲۶ء: لجنہ اماء اللہ کے تحت رسالہ "مصباح" شائع ہونا شروع ہوا۔
دسمبر ۱۹۲۶ء: قادیان سے انگریزی اخبار "سن رائز" جاری ہوا۔
۴ اگست ۱۹۳۴ء: مسلمانان کشمیر کے حقوق و مفادات کی حفاظت کے لئے سرینگر سے سہ روزہ "اصلاح" جاری کیا گیا۔
۱۹۳۵ء: لندن سے سہ ماہی "الاسلام" جاری کیا گیا۔
۱۵ ستمبر ۱۹۴۷ء: پاکستان بننے پر لاہور سے روزنامہ "الفضل" کا اجرا ہوا۔
۱۹۴۹ء: خدام الاحمدیہ کراچی نے ایک ہفت روزہ رسالہ "المصلح" جاری کیا۔
اکتوبر ۱۹۵۲ء: مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے ماہانہ رسالہ "خالد" جاری کیا۔
جون ۱۹۵۷ء: ماہانہ "تشحیذ الاذہان" کا ربوہ سے اجراء ہوا۔
اگست ۱۹۶۵ء: ربوہ سے ماہنامہ "تحریک جدید" کا اجراء ہوا۔
نومبر ۱۹۶۰ء: ربوہ سے ماہنامہ "انصار اللہ" کا اجراء ہوا۔

برصغیر کے علاوہ تمام دنیا کے بڑے احمدیہ مشنز اپنے اپنے اخبار و رسائل شائع کر رہے ہیں۔
اپنا مطالعہ وسیع کیجئے۔ اپنے قلم رواں کیجئے اور آخری زمانے میں کتابیں پھیلائی جانے والی قرآنی پیشگوئی کو پورا کرنے کی سعادت حاصل کیجئے۔

بقیہ: یاد رفتگان

ان کو تحریر فرمایا کہ میں آپ کی ہمت پر رشک کرتا ہوں اور اس بات پر بھی رشک کرتا ہوں کہ کس طرح اس پیرانہ سالی میں آپ جماعت کی خدمت بجالا رہے ہیں۔ قیام لندن کے ایام میں آپ کا سارا وقت دینی مصروفیات میں بسر ہوتا تھا۔ دعوت الی اللہ کے وہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت اچھے موقعے دئے۔ اس عرصے میں آپ نے وہاں بکثرت لیکچر اردو اور انگریزی میں دئے۔

۵۔ لندن میں آپ دسمبر ۱۹۶۲ء تک رہے۔

۶۔ جنوری ۱۹۶۳ء میں آپ کراچی آگئے۔ اور چند وقفوں کے علاوہ وفات کے وقت تک کراچی میں رہے۔ مگر برابر دعوت الی اللہ میں مصروف رہے۔ قیام کراچی کے دوران آپ کئی کئی ماہ جھنگ شہر، ملتان اور شیخوپورہ میں بھی جاکر رہے۔ مگر جہاں بھی جاتے احباب جماعت کو برابر وعظ و نصیحت کرتے رہتے۔

ربوہ بھی نہایت شوق کے ساتھ اکثر جایا کرتے تھے۔ اس بات پر بڑے خوش تھے کہ پاکستان میں مرکز احمدیت ان کے اپنے ضلع میں واقع ہے۔ جھنگ میں ان کی عمر کا بہت کافی حصہ گذرا تھا۔ اور وہ ان کا آبائی وطن بھی تھا۔ اس لئے آخری عمر میں جھنگ جاکر مستقل طور پر رہنے کی اکثر بڑی تمنا اور آرزو کیا کرتے تھے۔ مندرجہ بالا سطور میں جو نقشہ حضرت چوہدری صاحب کی دینی مصروفیات کا ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے کھینچا ہے۔ اسی کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت چوہدری صاحب کو خداوند کریم کے کلمات، حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ارشادات لوگوں تک پہنچانے کا کتنا زیادہ شوق تھا۔ اور کس قدر زیادہ ذوق تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ تربیت و ہدایت اور نصیحت اور مواعظت ان کی روحانی غذا تھی۔ اس کے بغیر وہ رہ ہی نہیں سکتے تھے۔ جب تک سرکاری ملازم رہے، دفتر میں بیٹھے ہوں یا دورے پر ہوں۔ برابر اپنے ملنے والوں کو دعوت الی اللہ کرتے رہتے تھے، صحیح معنوں میں وعظ و تذکیر ان کا اوڑھنا بچھونا بن گیا تھا۔ جس میں وہ وفات کے وقت تک منہمک رہے۔

یہ اجمالی خاکہ محترم محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی نے نہیں بلکہ محترم پروفیسر عبدالسلام صاحب نے تحریر کیا۔ صرف تعارفی الفاظ محترم محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی کے ہیں۔

(جاری ہے)

بقیہ: روزنامہ "حیدر"، کی ایک رپورٹ کا عکس

تھے چنانچہ حفظ ماتقدم کے تحت ان کے گھر سے فائرنگ کی گئی۔
جس کے نتیجے میں محمد امیر ہلاک ہو گیا اس وقت تک پولیس پہنچ چکی تھی کھاریاں کے ایس ایچ او راجہ ریاض نے ایک قادیانی نذیر احمد ساقی کو جو چھت پر چڑھے ہوئے تھے نیچے اترنے کا حکم دیا لیکن جیسے ہی وہ نیچے آئے انہیں گولیوں سے اڑا دیا گیا پولیس حکام نے حالات کی کشیدگی کے پیش نظر قادیانیوں کو یہ مشورہ دیا کہ بہتر ہے کہ وہ دوسری جگہ منتقل ہو جائیں چنانچہ پولیس کی یقین دہانی پر جب وہ گھر سے باہر نکلے تو میاں محمد امیر کی سرکردگی میں مخالفین نے فائرنگ کی جس سے دو احمدی مرد اور ایک لڑکی ہلاک ہو گئے اور ۱۰ سے زائد افراد شدید زخمی ہو گئے یہاں تک کہ کھاریاں ہسپتال میں زخمیوں کو طبی امداد بھی بہم پہنچانے سے انکار کیا گیا انہوں نے کہا ایک قادیانی رفیق احمد جب ہلاک ہو گیا تو رانا اقبال کے بیٹ مار کر اس کی نعش کی بے حرمتی کی گئی اس وقت صورت حال یہ ہے کہ قادیانیوں کا گاؤں میں داخل ہونا ناممکن ہو گیا ہے اور جو کوئی جاتا ہے اسے زد و کوب کر کے قتل کی دھمکی دی جاتی ہے انہوں نے بتایا کہ میاں امیر اس وقت دوہرا کھیل کھیل رہا ہے ایک طرف وہ گاؤں کا نمبردار اور دوسری طرف وہ گاؤں سے چلے جانے والے قادیانیوں کی جائیداد بھی سنبھالنے کا خواب دیکھ رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ گاؤں کے لوگوں کو جلد معلوم ہو جائے گا کہ محمد امیر کے اصل عزائم کیا ہیں پولیس کے ساتھ ساتھ صوبائی اسمبلی کا ایک رکن بھی اس واقعہ میں ملوث ہے۔

(روزنامہ حیدر راولپنڈی کے ۲۶ جولائی کے شمارہ میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ کا عکس۔)

اعلیٰ اور معیاری صابن
پری سوپ
تیار کردہ
کریم سوپ فیکٹری ستیانہ روڈ فیصل آباد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کھاریاں کے نواحی قصبہ چک سکندر میں قادیانیوں کے ۱۰۰ گھر جلا دیئے گئے

مکینوں کو گھروں سے نکال دیا گیا، فریقین میں فائرنگ سے چار افراد ہلاک، پولیس کی موجودگی میں آتشزنی اور لوٹ مار

رپورٹ نعیم شاہد
نمائندہ خصوصی حیدر

احمدیوں کے تباہ شدہ مکانات

اسلام امن و آشتی اور سلامتی کا مذہب ہے جو بنی نوع انسان سے محبت کا درس دیتا ہے یہ ایک ایسا دین ہے جو اپنوں اور بیگانوں، گوروں اور کالوں، امیروں اور غریبوں سب میں مساوات برتنے اور سب کے حقوق کا یکساں خیال رکھنے کی ضمانت دیتا ہے جہاں غیروں کو دعوت اسلام کی اجازت دیتا ہے وہاں ساتھ ہی یہ واضح فرماتا ہے کہ یہ دعوت اسلام پرامن اور شیریں زبان سے ہونی چاہیئے اور اگر مخالف پر آپ کی بات کا کوئی اثر نہ ہو اور وہ اپنی ضد پر قائم رہے تو اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے لکم دینکم ولی دین، تمہارا دین تمہارے لئے اور میرا دین میرے لئے یہی قرآن مجید کی تعلیم ہے اور یہی اسوۂ حسنہ ہے اسلام تو اس حد تک امن پسند اور سلامتی کا مذہب ہے کہ جنگ میں بھی حقوق انسانی تو کجا درختوں تک کی حفاظت کرنے اور انہیں بلاوجہ کاٹنے اور نقصان پہنچانے کی اجازت نہیں دیتا پاکستان اسی اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا ہے

اور اس کے اغراض مقاصد کی خود بانی پاکستان حضرت قائداعظم محمد علی جناح نے وضاحت کر دی ہے آپ نے پاکستان کی دستور ساز اسمبلی سے اپنے پہلے خطاب میں یہ اعلان کیا تھا کہ پاکستان میں سب شہریوں کو بلا لحاظ مذہب عقیدہ اور رنگ و نسل مساوی حقوق حاصل ہوں گے اور آپ مسجدوں میں جائیں یا مندروں میں امور مملکت کا اس سے کوئی سروکار نہیں ہو گا

قائداعظم اس ملک کو ایک مثالی فلاحی اسلامی مملکت بنانا چاہتے تھے مگر بدقسمتی سے آپ کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا اور آج یہ حالت ہے کہ ہمارا یہ پیارا وطن لسانی گروہی، صوبائی اور فرقہ ورانہ اختلافات اور خونیں فسادات کی بھینٹ چڑھ رہا ہے جس سے محب وطن عوام کا دل خون ہو رہا ہے چند ملک دشمن عناصر عوام میں ان اختلافات کو ہوا دے کر اس کی قسمت سے کھیل رہے ہیں اور عوام کی بھاری اکثریت جو اس ملک سے محبت اور حب الوطنی کے جذبات رکھتی ہے ان مٹھی بھر شر پسندوں کے سامنے خود کو بے بس پاتی ہے سندھ بالخصوص کراچی اور حیدرآباد کے واقعات ہر محب وطن پاکستانی کے لئے کچھ کم باعث تشویش نہ تھے کہ پنجاب اور سرحد میں بعض عناصر کی طرف سے فرقہ ورانہ فسادات کرانے کی مذموم کوششیں کی جا رہی ہیں مساجد میں جو امن کی آماجگاہ ہیں فرقہ ورانہ اختلافات کو ہوا دے کر لوگوں کو ایک دوسرے کا گلا کاٹنے اور ان کے مال و اسباب لوٹنے کی تلقین کی جاتی ہے ڈیرہ اسمٰعیل خان پارہ چنار، مردان، ننکانہ صاحب اور جڑانوالہ کے واقعات اس کی چند مثالیں ہیں جن کا اگر بغور تجزیہ کیا جائے تو یہ صرف انہی چند عناصر کا کھیل دکھائی دیتے ہیں جو اس ملک کی بربادی کے درپے ہیں چند روز قبل کھاریاں کے نواحی قصبہ چک سکندر ۳۰ میں بھی ایک ایسا ہی واقعہ ہوا ہے جس کی صدائے بازگشت قومی اخبارات میں آ چکی ہے مگر جو کچھ اخبارات میں آیا ہے ان حقائق کا عشر عشیر بھی نہیں جو چک سکندر میں دیکھنے میں آ گئے ہیں اخباری نمائندوں کی ایک ٹیم نے جن میں یہ راقم بھی شامل تھا گزشتہ روز صورت حال کا از خود جائزہ لینے کے لئے چک سکندر کا دورہ کیا تو ہمیں وہاں آگ و خون کی ہولی اور لوٹ مار کے اثرات کے المناک مناظر دیکھنے اور سننے میں آئے چک سکندر نمبر ۳۰ کھاریاں شہر سے تقریباً چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے یہاں تک پہنچنے کے لئے ہمیں پختہ سڑک سے آگے تقریباً ایک میل پیدل چلنا پڑا سولہ جولائی کو اس قصبہ میں ہونے والے واقعات کے بارے میں ہمیں جو تفصیل معلوم ہوئی ....

اس کے مطابق یہاں تقریباً ساڑھے چار سو گھرانوں میں ڈیڑھ سو کے لگ بھگ قادیانیوں کے گھر ہیں جو برسوں سے پرامن طور پر رہ رہے تھے یہاں تک کہ ان کی مسجد بھی مشترکہ تھی جس میں قادیانی اور مسلمان اپنے اپنے عقیدہ اور مسلک کے مطابق نماز پڑھتے تھے کچھ عرصہ قبل اسی مسجد کے موجودہ امام میاں محمد امیر کا جو پہلے قادیانی تھے علاقے کے علماء سے میل ملاپ شروع ہوا اور اس نے قادیانیوں کو مسجد سے بے دخل کرنے اور اس میں ان کا داخلہ بند کرانے کے لئے عدالت سے حکم امتناعی لے لیا اور یوں مسجد تنازعہ ہو گئی اور دونوں فریقوں میں جھگڑے کی بنیاد پڑ گئی ۳۵ سالہ میاں محمد امیر نے ہمیں بتایا کہ اس نے قادیانیت چھوڑنے کے بعد اپنی بیوی کو طلاق دے کر ایک مسلمان عورت سے شادی کی اور ایک سال پہلے انہوں نے داڑھی رکھی اور یوں اس مسجد کا پیش امام بن گیا ادھر جب مسجد کے جھگڑے پر فریقین میں تلخی بڑھنے لگی تو علاقے کے معززین نے ایک جرگہ بلا کر دونوں فریقوں میں صلح صفائی کرا دی جس کے نتیجہ میں میاں محمد امیر نے مسجد کے بارے میں حکم امتناعی واپس لینے اور قادیانیوں نے اپنا مقدمہ واپس لینے کا فیصلہ کیا

لیکن جرگہ کا یہ فیصلہ دیرپا ثابت نہ ہوا۔ میاں امیر چونکہ دلی طور اس فیصلہ سے مطمئن نہ تھا اور وہ کچھ بیرونی عناصر کا آلہ کار بن چکا تھا اس لئے وہ ۵ جولائی کو مقدمہ کی تاریخ پیشی پر مقدمہ واپسی لینے کے لئے عدالت میں حاضر ہی نہیں ہوا جبکہ قادیانیوں کی طرف سے ۳ جولائی کو اپنا مقدمہ واپس لینے کی درخواست عدالت میں دے دی گئی تھی

جرگہ کے فیصلہ سے انحراف کے بعد اسی دوران میاں امیر کا باہر کے علماء سے میل ملاپ شروع ہوا اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان ملاقاتوں میں گاؤں سے قادیانیوں کا صفایا کرنے کا پروگرام طے ہوا اور اس کے لئے اب صرف موقع کی تلاش تھی سولہ جولائی کو وہ موقع اس طرح پیدا کیا گیا کہ اس روز چک سکندر کی جماعت احمدیہ کے امیر ماسٹر مظفر احمد کو گھر سے باہر کہیں مخالفین نے پکڑ کر مارا پیٹا تاہم وہ جان بچا کر گھر پہنچے اسی دوران دونوں طرف سے فائرنگ شروع ہو گئی اور فریقین نے اپنے اپنے مکانوں میں مورچے سنبھال لئے فائرنگ سے ایک مسلمان محمد حنیف ہلاک ہوا تو پھر حالات اور بھی خراب ہو گئے اور فریق مخالف نے قادیانیوں کے گھروں کی لوٹ مار اور انہیں بے دریغ جلانا شروع کر دیا اور یوں دیکھتے دیکھتے قادیانیوں کے ایک سو سے زیادہ مکانوں کو جلا کر راکھ کا ڈھیر کر دیا گیا یا انہیں بری طرح نقصان پہنچایا گیا سامان لوٹ لیا گیا گاؤں میں تصادم کی اطلاع ملتے ہی پولیس موقع پر پہنچ گئی تھی مگر وہ محض تماشا دیکھتی رہی بلکہ ہمیں بتایا گیا کہ تین قادیانیوں، نذیر احمد ساقی محمد رفیق اور ایک دس سالہ بچی بشیرہ کو مخالفین نے پولیس کی موجودگی میں گولیوں کا نشانہ بنایا آتش زنی اور لوٹ مار کے دوران قادیانیوں کے مویشیوں تک کو بھی نہ چھوڑا گیا چنانچہ تقریباً ۹۰ مویشی اور بے زبان جانور بھی جذبہ انتقام کی بھینٹ چڑھ گئے اور انہیں گولیوں سے اڑا دیا گیا یہ سب کچھ ڈپٹی کمشنر ایس پی ڈی آئی جی جیسے اعلیٰ حکام اور پولیس کی بھاری جمعیت کی موجودگی میں ہونا یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس خونیں ڈرامہ کو صوبائی حکومت کی مکمل پشت پناہی حاصل تھی اور یہ باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت کیا گیا اس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ وقوعہ کے بعد ۲۲ قادیانیوں کو گرفتار کیا گیا جبکہ فریق ثانی کا ایک شخص بھی گرفتار نہیں ہوا پھر جب قادیانی زخمیوں کو کھاریاں ہسپتال پہنچایا گیا تو وہاں انہیں طبی امداد تک دینے سے انکار کیا گیا مزید برآں گاؤں میں عملی موجود نہ ہونے کے باوجود سو سے زیادہ گھروں کو آگ لگانے کے لئے یہاں مٹی کے تیل کا اس قدر ذخیرہ موجود ہونا بھی اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ یہ سارا کھیل پوری تیاری سے کھیلا گیا قبل ازیں اخباری نمائندوں کی جماعت جب چک سکندر جا رہی تھی تو راستے میں ہمیں بتایا گیا کہ گاؤں میں اس وقت پولیس اور انتظامی افسران کا سخت پہرہ ہے ہنگامہ کے دوران ہلاک ہونے والے واحد مسلمان محمد حنیف کی رسم قل ادا کی جا رہی ہے رسم قل کے سلسلے میں گجرات کے تمام علماء جمع ہیں۔

چنانچہ ہم سخت گرمی اور دھول کا مقابلہ کرتے ہوئے گاؤں پہنچے اس وقت وہاں کھاریاں کے ریذیڈنٹ مجسٹریٹ مسٹر کرم الٰہی ڈی ایس پی، ایس ایچ او اور پولیس کی بھاری جمعیت موجود تھی مجسٹریٹ اور پولیس افسران نے ہمیں گاؤں کے اندر جانے کی اجازت دے دی مگر ساتھ ہی ہوشیار رہنے کی ہدایت کی اور ان کا اندیشہ کسی حد تک درست ثابت ہوا چونکہ جیسے ہی ہم گاؤں کے اندر داخل ہوئے متعدد افراد نے ہمیں گھیرے میں لے کر سوالات کی بوچھاڑ کر دی ان لوگوں نے تحریک تحفظ ختم نبوت کے بیج لگائے ہوئے تھے ہم لوگوں نے بڑی مشکل سے انہیں یہ یقین دلایا کہ ہم اخبار نویس ہیں اور اصل حقائق معلوم کرنے کے لئے راولپنڈی سے یہاں آئے ہیں چنانچہ گاؤں کے ان محافظوں نے ہمیں گاؤں کے اندر جانے کی اجازت دے دی لیکن ساتھ یہ بھی ہدایت کی کہ اگر واقعات معلوم کرنے ہیں تو صرف میاں محمد امیر سے معلوم کئے جا سکتے ہیں وہ اس وقت مسجد میں موجود ہیں کسی اور سے کوئی بات نہ کی جائے ان لوگوں نے ہمارے چاروں طرف گھیرا ڈال لیا اور ہمیں مسجد کی طرف لے گئے جہاں پہلے ہی متعدد لوگ جمع تھے۔

میاں امیر نے ہمیں بتایا کہ ایک سال قبل تک قادیانیوں اور مسلمانوں میں کوئی جھگڑا نہیں تھا اور سب گاؤں میں پرامن زندگی بسر کر رہے تھے یہاں تک کہ اس مسجد میں قادیانی اور مسلمان اپنے اپنے طریقہ کے مطابق نمازیں ادا کرتے تھے میاں محمد امیر نے بتایا کہ میں بھی ان قادیانیوں میں شامل ہو گیا اس دوران میں ڈنمارک چلا گیا اور واپسی پر قادیانیت چھوڑ کر میں نے اپنی قادیانی بیوی کو طلاق دے دی اور مسلمان خاتون سے نئی شادی کر لی اس کے ساتھ ہی میں نے عدالت اور انتظامیہ سے رجوع کر کے قادیانیوں کو مسجد میں نمازیں پڑھنے سے روکنے کی کوششیں شروع کر دیں یہاں تک کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا بلکہ مسجد میں مسلمانوں کا پیش امام بن گیا اور اب گاؤں کے تمام مسلمان میرے حکم کے تابع ہیں

سولہ جولائی کے واقعات کے بارے میں ہمارے سوال پر میاں امیر نے کہا کہ میں اس بارے میں صحیح طور پر نہیں بتا سکتا کہ قادیانیوں کے تین آدمی مسلمانوں کے مشتعل ہجوم کے ہاتھوں ہلاک ہوئے ہیں یا قادیانیوں نے خود ہی انہیں قتل کیا ہے انہوں نے کہا کہ کچھ قادیانی پولیس کی حفاظت میں کھاریاں چلے گئے تھے اب قادیانیوں کے کچھ گھر رہ گئے ہیں جنہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے لیکن ہمیں اس بات کا یقین نہیں کہ انہوں نے خوف زدہ ہو کر اسلام قبول کیا ہے یا دل سے مسلمان ہوئے ہیں انہوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ جس وقت گاؤں میں قادیانیوں کے گھروں کی لوٹ مار کی گئی اور انہیں جلایا گیا اس وقت پولیس افسران پولیس کی بھاری جمعیت کے ساتھ گاؤں میں موجود تھے۔

چک سکندر سے واپسی پر کھاریاں شہر میں ہماری ملاقات اس قصبہ میں قادیانیوں کے "مربی" محمود نامی سے ہوئی جو وقوعہ کے روز چک سکندر ہی میں تھے ہم نے ان سے بھی واقعات کی تفصیل جاننا چاہی تو انہوں نے اس تمام فساد کی ذمہ داری محمد امیر پر عائد کرتے ہوئے کہا کہ محمد امیر نے مسلمان بننے کے بعد عدالت سے حکم امتناعی حاصل کر لیا تھا کہ احمدی مسجد میں نماز ادا نہ کریں اور اپنے لئے علیحدہ مسجد بنائیں دونوں میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ فریقین اپنا اپنا مقدمہ واپس لے لیں ۳ جولائی کو قادیانیوں نے اپنا مقدمہ واپس لے لیا لیکن ۵ جولائی کو تاریخ پیشی پر محمد امیر مقدمہ واپس لینے کے لئے عدالت میں نہ آیا اس طرح انہوں نے جرگہ میں ہونے والے فیصلہ سے انحراف کیا اس دوران محمد امیر کی کچھ علماء سے ملاقاتیں ہوئیں اس طرح قادیانیوں کو ختم کرنے کی سازشیں کی گئیں ۱۶ جولائی کی صبح کو ماسٹر مظفر گھر سے باہر جا رہا تھا کہ چند لڑکوں نے اسے زدوکوب کیا جس پر وہ بھاگ کر گھر گئے حملہ آور ان کا پیچھا کر رہے

باقی صفحہ ۷ پر